حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب کی بیعتِ خلافت اور مولوی محمد علی صاحب

گزشتہ پرچہ میں مولوی محمد علی صاحب کی جس غلط بیانی کا ذکر کیا جا چکا ہے وہ انہوں نے اس خطبۂ جمعہ میں کی جس کی اصل غرض و غایت جناب مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کے متعلق غیظ و غضب کا اظہار تھی۔ چنانچہ ادھر ادھر کی چند باتیں کرنے کے بعد انہوں نے جناب مولوی صاحب موصوف پر برسنا شروع کر دیا ہے۔ آپ حیرت و استعجاب کا مجسمہ بن کر فرماتے ہیں:-

"ذرا سوچنے والی بات ہے کہ ایک شخص ۸۵ سال کی عمر تک لمبی تحقیقات کرتا ہے۔ جو قریباً پچاس سال کی مدت پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس تحقیقات سے ایک نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ لیکن قادیان جا کر اور نصف صدی کی تحقیقات کے خلاف ایک دن میں کوئی بات سمجھ آ جائے۔ یہ کوئی تسلیم کرنے والی بات نہیں ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ آج میں نے ایک بات کی تحقیقات کی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی غلطی مجھ پر ظاہر ہو گئی۔ تو میں نے اپنی پہلی رائے کو بدل لیا۔ لیکن ۸۵ سال کی عمر تک کی تحقیقات کو قادیان پہونچکر ایک دن کے اندر بدل دینا اور انہی باتوں کو مان لینا جن کی کہ دن رات آپ تردید کیا کرتے تھے۔ واقعی تعجب انگیز ہے"۔

مولوی محمد علی صاحب کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ انہیں اس بات نے حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ کہ "ایک دن" میں کوئی بات کیونکر سمجھ میں آ سکتی ہے اور ایک دن میں سابقہ خیالات میں کیونکر تبدیلی ہو سکتی ہے۔ گویا مولوی صاحب کے نزدیک کوئی صحیح اور درست تغیر فوری طور پر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی ایسا کہے۔ تو یہ "کوئی تسلیم کرنے والی بات نہیں ہے"۔ مگر مولوی صاحب خواہ اس بات کو تسلیم کریں۔ یا نہ کریں۔ اور ان کی سمجھ میں یہ بات آئے یا نہ آئے۔ امر واقعہ یہی ہے۔ کہ جناب مولوی غلام حسن خان صاحب نے اپنے اوپر بہت بڑا انقلاب وارد کر کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر لی ہے۔ باقی رہا "ایک دن" کا سوال۔ اس کے متعلق مولوی صاحب کو اس قدر ورطۂ حیرت میں ڈبکیاں کھانے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ مذہب اور روحانیت کی دنیا میں اس قسم کی نہایت ہی شاندار اور بے حد موثر مثالیں موجود ہیں۔ کہ دشمنی اور عداوت میں مدہوش ہو کر قتل کرنے کے لئے جانے والا ایک آن میں بے دام غلام بن گیا۔ چنانچہ تاریخ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ مولوی محمد علی صاحب تو یہ رو رہے ہیں۔ کہ "نصف صدی کی تحقیقات کے خلاف ایک دن میں کوئی بات سمجھ آ جائے۔ یہ کوئی تسلیم کرنے والی بات نہیں"۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر "ایک دن" میں نہیں۔ بلکہ ایک لحظہ کے اندر اندر صداقتِ اسلام کھل گئی۔ اور کجا تو یہ حالت تھی۔ کہ وہ تلوار لے کر اس نیت اور ارادہ سے نکلے تھے۔ کہ آج محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دوں گا۔ اور کجا یہ کہ آپ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے اور حضور نے آپ کے دامن کو جھٹکتے ہوئے فرمایا۔ عمر کیسے آئے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میں تو غلام بننے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اور اسی وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو گئے۔ مولوی محمد علی صاحب بتائیں۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں فوری طور پر عظیم الشان تغیر واقع ہوا تھا یا نہیں۔ اور یہ تسلیم کی جانے والی بات ہے یا نہیں۔

اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوےٰ کے بعد لمبی تحقیقات کر کے آپ اسلام میں داخل ہوئے۔ کیونکہ ایک فوری تغیر تھا۔ جو ان میں پیدا ہوا۔ جونہی انہوں نے سنا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے۔ انہوں نے فوراً قبول کرنے کا اظہار کر دیا۔ قبولِ صداقت سے متعلق فوری تغیر کی یہ ایسی عظیم الشان مثالیں ہیں جن سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف ہے۔ لیکن اگر واقف نہیں تو مولوی محمد علی صاحب جنہیں ترجمۂ قرآن شائع کر دینے پر اتنا ناز ہے کہ کسی کو خاطر میں ہی نہیں لاتے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں بھی بیسیوں ایسی مثالیں ہیں۔ کہ وہ احمدیت میں داخل ہونے سے قبل شدید مخالف تھے۔ مگر کسی فوری تغیر کے ماتحت ان کے دل کے تمام گند دھوئے گئے۔ اور وہ اشکبار آنکھوں اور ترساں دل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جو روحانیت کے اعلےٰ مقام پر فائز ہونے والے ہوتے ہیں ان میں قبولِ حق کے متعلق فوری تغیر ہی آیا کرتا ہے اسی قسم کا تغیر حق کی طاقت اور صداقت کے غیر معمولی اثر کا بھی نمایاں ثبوت ہوتا ہے۔

اگر مولوی محمد علی صاحب بغض و عداوت سے الگ ہو کر غور و فکر سے کام لیں تو یہی بات خلافت ثانیہ کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت بن سکتی ہے۔

مولوی صاحب نے اپنے خطبہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "اس تبدیلی کی وجہ تو مولوی صاحب نے کوئی بیان نہیں کی۔ سوائے اس بات کے کہ وہاں انتظام اچھا ہے۔" حالانکہ جناب مولوی غلام حسن خان صاحب نے اپنے پہلے مضمون میں لکھ دیا تھا۔ کہ

"اللہ تعالیٰ کی نصرت کے جو آثار مرکزی جماعت کے ساتھ نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ وہ اس امر پر شہادت ہے۔ کہ یہ خلافت خدا کی مشیت سے قائم ہوئی ہے۔ اور وہ اس امر پر بھی شہادت ہے۔ کہ جو اعتراضات حضرت خلیفۂ ثانی پر کئے جاتے ہیں۔ اور وہ بعض لوگوں کی بیعت میں حائل ہیں۔ وہ یا تو غلط فہمیوں کا نتیجہ ہیں۔ اور یا افترا ہیں۔"

گویا وہ الٰہی نصرت جو جماعت احمدیہ قادیان کے شامل حال ہے۔ اس نے جناب مولوی غلام حسن خانصاحب کے دل میں تغیر عظیم پیدا کیا۔ اور حق یہ ہے کہ نصرت ایزدی ہی حقانیت کا بہت بڑا ثبوت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور ان کی جماعتوں کی صداقت کا ایک ثبوت نصرت الٰہی قرار دیا ہے۔ اور قرآن کریم کی مختلف آیات میں اس کا ذکر ہے۔ پس یہ کہنا کہ مولوی صاحب نے بیعت علانیہ کرنے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی درست نہیں۔ انہوں نے نہایت کھلی دلیل پیش کر دی ہے مولوی محمد علی صاحب اگر اس سے آنکھیں بند کر لیں تو کسی کا کیا قصور۔

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ امان ۱۳۱۹ ہش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

سیدہ ام وسیم احمد حرم ثالث حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیر اہتمام لجنہ اماء اللہ کا ماہوار جلسہ ہوا جس میں مولوی ظہور حسین صاحب استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ اور امۃ السلام صاحبہ نے نور ہسپتال کی امداد کے لئے تقریریں کیں۔ پچاس روپے کے قریب نقد چندہ ہوا ؎

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تار ونجواں کے مظلوم احمدیوں کے متعلق

موضع ونجواں کے دو احمدیوں کو پولیس نے جس بے دردی اور بے رحمی سے مارا ہے۔ اس کی اطلاع جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کراچی میں پہونچی۔ تو حضور کو اس سے صدمہ ہوا۔ جس کا اظہار حضور نے بذریعہ تار کیا۔ اور جناب ناظر صاحب امور عامہ کو اس بارے میں ضروری کارروائی کرنے کی ہدائت فرمائی ہے ؎

درخواستہائے دعا

(۱) چودھری غلام حیدر صاحب کوٹ احمدیاں سندھ کے پیٹ میں پھوڑا ہے۔ دو دفعہ اپریشن ہو چکا ہے (۲) شیخ عبد الرب صاحب لائل پور عرصہ سے بعارضہ ذیابیطس بیمار اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں (۳) قاضی حبیب اللہ صاحب شاہدرہ کا نواسہ اور اسکی دو بہنیں بیمار ہیں (۴) بابو محمد عبد اللہ صاحب امور سیر قادیان کی اہلیہ صاحبہ اور

اعلان تعطیل

۳ مارچ مطابق ۳ ماہ امان چونکہ یوم التبلیغ منایا جائے گا۔ جس کی وجہ سے تمام مرکزی ادارے بند رہیں گے اس لئے ۵ مارچ کا الفضل شائع نہیں ہوگا براہ مہربانی احباب یہ بات نوٹ کر لیں۔ تاکہ اس دن اخبار نہ پہنچنے کی وجہ سے انہیں تشویش نہ ہو ؎

جلسۂ خلافت جوبلی کے موقع پر حضرت امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے اصحاب

ذیل میں گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے والوں کی چوتھی فہرست درج ذیل کی جاتی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے سعید الفطرت لوگوں کے قلوب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر کس طرح مطمئن کر رہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جھنڈے کے نیچے لا رہے ہیں ؎

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
۳۵۵	نعمت بی بی صاحبہ	گورداسپور	۳۸۱	زینب بی بی صاحبہ	گجرات
۳۵۶	سراج بیگم صاحبہ	لائلپور	۳۸۲	امۃ الحی صاحبہ	ڈیرہ غازیخان
۳۵۷	خورشید بیگم صاحبہ بنت رحیم بخش صاحب	″	۳۸۳	امۃ الحفیظ صاحبہ	گورداسپور
			۳۸۴	عالم بی بی صاحبہ	″
۳۵۸	خورشید بیگم صاحبہ بنت شہاب دین صاحب	″	۳۸۵	فضل بی بی صاحبہ	″
			۳۸۶	غلام فاطمہ صاحبہ	شیخوپورہ
۳۵۹	بشیرہ بیگم صاحبہ	″	۳۸۷	حشمت بی بی صاحبہ	گورداسپور
۳۶۰	عمر بی بی صاحبہ	سیالکوٹ	۳۸۸	رحمت بی بی صاحبہ	گجرات
۳۶۱	اللہ رکھی صاحبہ	″	۳۸۹	بسم اللہ بیگم صاحبہ	جالندھر
۳۶۲	عمر بی بی صاحبہ بنت جمال الدین صاحب	گورداسپور	۳۹۰	مریم بی بی صاحبہ	گورداسپور
			۳۹۱	نصرت جہاں صاحبہ	″
۳۶۳	ریشم بی بی صاحبہ	گجرات	۳۹۲	نواب اختر صاحبہ	″
۳۶۴	آمنہ بیگم صاحبہ	″	۳۹۳	سردار بی بی صاحبہ	گجرات
۳۶۵	امۃ العزیز صاحبہ	″	۳۹۴	فاطمہ بی بی صاحبہ	ہوشیارپور
۳۶۶	رشید بیگم صاحبہ	گورداسپور	۳۹۵	عائشہ بی بی صاحبہ	گجرات
۳۶۷	مہر بی بی صاحبہ	سیالکوٹ	۳۹۶	عائشہ بی بی صاحبہ	گورداسپور
۳۶۸	رسول بی بی صاحبہ	گورداسپور	۳۹۷	چناں بی بی صاحبہ	گجرات
۳۶۹	تاج بی بی صاحبہ	″	۳۹۸	برکت بی بی صاحبہ	گورداسپور
۳۷۰	رحمت بی بی صاحبہ	شیخوپورہ	۳۹۹	جان بی بی صاحبہ	ہوشیارپور
۳۷۱	زبیدہ بیگم صاحبہ	لاہور	۴۰۰	عزیز بی بی صاحبہ	″
۳۷۲	فہمیدہ بیگم صاحبہ	″	۴۰۱	سکینہ صاحبہ	″
۳۷۳	سکینہ بی بی صاحبہ	سرگودہ	۴۰۲	زینب بی بی صاحبہ	″
۳۷۴	حلیمہ بی بی صاحبہ	جالندھر	۴۰۳	عزیز بی بی صاحبہ	″
۳۷۵	منظور بیگم صاحبہ	گورداسپور	۴۰۴	رمضان بی بی صاحبہ	امرتسر
۳۷۶	الطاف بیگم صاحبہ	″	۴۰۵	مہراں بی بی صاحبہ	″
۳۷۷	اقبال بیگم صاحبہ	″	۴۰۶	صدیقہ صاحبہ	سیالکوٹ
۳۷۸	احمدی بی بی صاحبہ	″	۴۰۷	اے۔ بی جیس صاحبہ	ہوشیارپور
۳۷۹	عالم بی بی صاحبہ	″	۴۰۸	زینب صاحبہ	ڈیرہ غازیخان
۳۸۰	عائشہ بی بی صاحبہ	″	۴۰۹	فضل بی بی صاحبہ	جالندھر

وِنجواں کے دو احمدیوں پر پولیس کے شرمناک مظالم

مظالم کے خلاف نیشنل لیگ گورداسپور کے مظاہرات

ناظر امور عامہ کا ضروری مشورہ

تھانہ بٹالہ میں موضع ونجواں کے دو معزز احمدی زمینداروں کے ساتھ پولیس نے جو نہایت وحشیانہ سلوک حال ہی میں کیا ہے۔ اس کی وجہ سے اس علاقہ کے مسلمانوں میں عموماً اور احمدیوں میں خصوصاً غم و غصہ کے جذبات بہت جوش میں ہیں۔ اور نیشنل لیگ ضلع گورداسپور اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں معروف ہے اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں اپنا مخلصانہ مشورہ ارکانِ نیشنل لیگ اور دوسرے اصحاب کی خدمت میں پیش کروں۔ اور ساتھ ہی پولیس کے رویہ کے متعلق حکومت کو توجہ دلاؤں ٭

تھانہ صدر بٹالہ میں جو وحشیانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اس کا علاج یہ نہیں۔ کہ آپ لوگ گھروں۔ بازاروں اور گلی کوچوں میں ایک دوسرے سے باتیں کر کے اپنی بھڑاس نکال کر سینوں کی سوزش کو ٹھنڈا کر لیں۔ نہ یہ ہے کہ جگہ بجگہ جمع ہو کر تقریریں کر کے ریزولیوشنوں کے ذریعہ اپنے دل کے بخارات نکال کر سمجھ لیں۔ کہ بس ہم نے ایک نہایت ہی گندی فضا کی اصلاح کے بارہ میں جو کرنا تھا۔ کر لیا۔ اس کا علاج نہ آپ کی باتیں ہیں۔ اور نہ ریزولیوشن

ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے مکروہ افعال

آپ کو یاد ہوگا۔ کہ گزشتہ سال قادیان میں ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس کے طریق عمل کے خلاف ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے ظلم و ستم۔ اس کے مکروہ افعال۔ اور اس کی دیدہ دلیری پر قادیان میں سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ دلوں میں ہیجان و اضطراب تھا۔ آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ نیشنل لیگ کی طرف سے طیاری کی جا رہی تھی۔ کہ ایک بہت بڑا مظاہرہ کیا جائے کہ اسی اثناء میں میں لاہور سے قادیان پہونچا۔ جونہی کہ اسٹیشن پر گاڑی ٹھہری۔ اور میں اسٹیشن سے باہر آیا احباب نے یکے بعد دیگرے سنسنی خیز واقعات ظلم و ستم کی کہانی مجھے سنانی شروع کی۔ میں نے اطمینان سے سنی اس سے قبل میرا سینہ اس اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے متعلق اس کے اس قسم کے مظالم کا ایک خاصہ ریکارڈ بن چکا تھا٭

نیشنل لیگ کو مشورہ

میں نے احباب کی داستان بظاہر اطمینان سے سنی۔ اور نیشنل لیگ کو مشورہ دیا۔ کہ آپ اس وقت کوئی جلسہ نہ کریں۔ اور کہا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ مسٹر ہالینڈے جو ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں۔ شریف النفس اور اپنے ماتحت عملہ کی بے راہ رویوں اور بدعنوانیوں کے انسداد کے متعلق خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اس لئے بجائے تقریریں کرنے۔ اور ہیجان کے بڑھانے کے بہتر ہوگا۔ کہ مجھے موقعہ دیں۔ کہ میں احسن طریق سے ظلم و ستم سے نپٹوں۔ اگرچہ نیشنل لیگ ایک آزاد مجلس ہے مگر میں ممنون ہوں۔ کہ اس نے میرا مشورہ قبول کیا۔ اور مجھے موقعہ دیا ٭

اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو سزا

سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کے متعلق میرا گمان غلط ثابت نہ ہوا۔ بیس پچیس شکایات میں نے ان کے سامنے رکھیں اور انہوں نے نہ صرف یہ کہ تحقیق کا فوری حکم دیا۔ بلکہ اس اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو فوراً قادیان سے تبدیل کیا۔ آخر ان کی تحقیق سے ہماری شکایات درست ثابت ہوئیں۔ اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو محکمہ کی طرف سے مناسب سزا دی گئی جس کے لئے ہم سب مسٹر ہالینڈے کے شکرگزار ہیں٭

حال کے واقعہ کے متعلق مشورہ

ونجواں کے مظلوم احمدیوں سے پولیس کے ناروا سلوک کے بارہ میں بھی ہمیں ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ چونکہ ڈسٹرکٹ نیشنل لیگ نے اس ظلم کے انسداد کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور دو چار جلسے اس کے متعلق ان کی طرف سے کئے جا چکے ہیں۔ غالباً ریزولیوشن کی نقلیں بھی حکام بالا کو بھیجی جا چکی ہیں۔ اس لئے میرا اس مرحلہ پر ان سے اس بارہ میں کچھ کہنا بعد از وقت ہے۔ البتہ یہ مشورہ ضرور دوں گا۔ کہ نیشنل لیگ بجائے جابجا اس قسم کے مظاہرے کرنے کے وہ طریق اختیار کرے۔ جو میں نے اختیار کیا تھا۔ اس کے نمائندے افسران بالا سے ملیں۔ اور حالات کو پوری صحت و ضبط کے ساتھ پیش کریں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس وقت جو افسران بالا پولیس مقرر ہیں۔ وہ اس بارہ میں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں یہ

نہیں دیکھیں گے کہ قانون شکن کوئی بڑا عہدہ دار ہے یا چھوٹا ٭

پولیس کا قابل مذمت حصہ

مجھے نیشنل لیگ کے مقررین کی تقریریں سننے کا موقعہ نہیں ملا۔ لیکن جو اطلاعات پہونچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دائرہ قانون کے اندر ہیں اور امن عامہ کے منافی نہیں۔ بلکہ اسے قائم رکھنے والی ہیں۔ اور تقریروں اور مظاہرات میں وہ طریق اختیار نہیں کیا گیا۔ جو عام طور پر بجائے اشتعال اختیار کیا جاتا ہے۔ میں انکے جذبات رنج و الم میں شریک ہوں۔ اور ان سے بالکل متفق ہوں۔ کہ پنجاب پولیس کا ایک حصہ قانون کی پناہ میں نہایت ہی شرمناک امور کا ایک ہولناک ڈرامہ ہے۔ محکمہ پولیس کا یہ حصہ پوری جرأت و دلیری سے کیا دن کی روشنی میں اور کیا رات کی تاریکیوں میں ہر قسم کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایک چور اگر غریب زمیندار کے گھر میں نقب لگا کر اس کی تھوڑی سی پونجی چرا لیتا ہے۔ اور پھر ڈر کے مارے جابجا چھپتا پھرتا ہے۔ تو پنجاب پولیس میں ایسے افراد بھی ہیں۔ جو مجرم اور معصوم دونوں کو قانون کی آڑ میں لوٹتے اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں۔ چور تو فقر و فاقہ سے تنگ آ کر جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ مگر ایسے لوگ خزانۂ سرکار سے معقول تنخواہیں پا کر جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک چور ڈر کے مارے جابجا چھپتا پھرتا ہے۔ مگر یہ پوری ڈھٹائی سے نڈر ہو کر اپنی جگہ پر ڈٹے رہتے ہیں اور بدقسمت پنجاب دوہرے مظالم کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے ایک وہ ظلم جس کا بدکار چور۔ ڈاکو وغیرہ ارتکاب کر رہے ہیں اور ایک پولیس کے بعض ناقابل و نااہل ملازم کرتے ہیں اور ایسے رنگ میں کرتے ہیں کہ عام مجرم وہ طریق اختیار [illegible]

ایک مثال

گزشتہ سال قادیان میں دیکھا گیا۔ کہ دو یتیم دھوبی لڑکوں کو انکے اپنے مکان سے سازش کر کے ہمیشہ کے لئے نکال دیا گیا۔ چوری کا الزام ان یتیموں کے سوتیلے باپ سے عائد کرایا گیا۔ اور پھر ان کے سامنے ڈھونڈتیں پیش کی گئیں۔ سات سال کی قید۔ یا اس مکان سے دستبرداری۔ میں لاہور تھا۔ اور مجھے افسوس اور تعجب ہوا۔ کہ کس طرح مقامی کارکنوں نے اس جرم کا ارتکاب اپنے سامنے ہونے دیا۔ سوتیلا باپ اور یتیم لڑکے ایک گھر میں رہتے تھے۔ اور چوری کا الزام بھی گھر کے برتنوں اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کے متعلق تھا۔ پھر لطیفہ یہ کہ چیزوں میں ایک سائیکل بھی تھا۔ جو بڈھا اپنا بتلاتا تھا مگر جب میں نے دوران تحقیق میں سردار گنگا سنگھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر پولیس کے سامنے اس بڈھے سے کہا۔ کہ وہ

یہ سائیکل پکڑو۔ اور سوار ہو کر دکھلاؤ تو سوار ہونا تو درکنار۔ وہ اسے پکڑ کر سنبھال بھی نہ سکا۔ جس پر انسپکٹر صاحب اور دیگر حاضرین نے قہقہہ لگایا۔ جس دوکان دار سے دھوبی لڑکے نے اسے خریدا تھا۔ اس کا کھاتہ بھی اس بڈھے کو جھوٹا ثابت کرتا تھا۔ غرض میری حیرت کی انتہاء نہ رہی۔ جب اس قسم کے واقعات میرے سامنے آئے۔ اور اب تک میں نہیں سمجھ سکا کہ کونسا پتھر دل تھا جس نے نہ معلوم کس لالچ سے ان دو یتیموں کو ان کی جائداد سے ایک جھوٹے الزام سرقہ کی دھمکی کے ماتحت لاکر محروم کیا۔ یہ ایک مثال ایسے جرم کی ہے جس کا ارتکاب گذشتہ سال ہوا۔ اور ایسے سینکڑوں جرائم کا ارتکاب پنجاب میں ہوتا رہتا ہے۔ مجھے حکومت کے ایک بڑے افسر نے کہا۔ کہ ان کے تجربہ میں حقیقت یہ ہے۔ کہ بیشتر حصہ ادنےٰ ملازمین پولیس کا جرائم کی وجہ سے بجائے تھانہ میں رہنے کے جیل کی کوٹھریوں میں ہونا چاہیئے اور یہ کہ پچاس فی صدی قیدی دراصل بے قصور ہوتے ہیں۔ مگر پولیس کی جھوٹی شہادتوں کی وجہ سے جیل میں ٹھونسے جاتے ہیں۔ یہ الفاظ درد بھرے ہیں جو اس افسر نے مجھ سے کہے۔ اور یہ ایسی صداقت ہے کہ اس میں ذرہ بھر شبہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ پنجاب میں اگر جرائم کے اعداد و شمار سو ہیں تو ان سے کہیں زیادہ وہ جرائم ہیں جو پولیس کے بگڑے ہوئے حصہ کے اشتراک عمل سے سرزد ہوتے ہیں۔ قادیان جیسی پُر امن بستی میں اور جماعت احمدیہ جیسی منظم جماعت کے اندر ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر صرف تین ماہ کے عرصہ میں پچیس سے زیادہ خود قانون شکنی کی وارداتیں کرتا۔ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس سے ان دیہات میں پولیس کے ادنےٰ کارکنوں کی چیرہ دستیوں کا اندازہ کر لیں۔ جہاں جاہل زمیندار اپنی بے چارگی اور بے بسی میں ان کے سامنے بھیڑ بکریوں کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہاں ان کے درمیان کیا کچھ نہ ہوتا ہوگا؟

حکومت سے گزارش

بدقسمت پنجاب کی داستان بہت ہی المناک ہے۔ اور اس قدر درد انگیز ہے۔ کہ زمینداروں کا دم بھرنے والی پنجاب کی اتحادی حکومت اگر اصلاح حال کی طرف سخت تدابیر کے ساتھ متوجہ نہ ہوگی۔ تو اصلاح ناممکن ہے۔ اور حالت بد سے بدترین ہوتی چلی جائے گی۔ میرے یہ الفاظ ہر قسم کے مبالغہ سے مبرا ہیں اور آنے والی مصیبت کے لئے قبل از وقت ایک ناقوس ہیں۔ پنجاب کی حکومت زمینداروں کی شب و روز کی محنت و کاوش اور ان بے چاروں کی گاڑھے پسینے کی کمائی کے سہارے کھڑی ہے اور اس کا فرض ہے۔ کہ ان کو پولیس کے بے پناہ ظلم و ستم سے نجات دلائے اور یہ امر کوئی بڑا مشکل نہیں جسے حل نہ کیا جا سکے۔ دو باتیں ہیں۔ اگر ان کے متعلق حکومت پورا اہتمام رکھے تو انشاء اللہ وہ وقت دور نہ ہوگا۔ جب حکومت ادارہ پولیس کی اصلاح میں کامیاب ہوگی۔ عملہ پولیس کی نگرانی کرنے والے اعلیٰ افسروں کے انتخاب میں ایسے شخصوں کو مقدم رکھا جائے۔ جو اپنے حسن انتظام کی وجہ سے خاص شہرت کے مالک ہوں۔ اور ماتحت عملہ کی کڑی نگرانی کر سکتے ہوں۔ اور ایسے حکام کی پنجاب پولیس میں کمی نہیں۔ صرف انتخاب میں چھان بین اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ دوم۔ پبلک کی شکایات پر فوری تحقیق کا اہتمام اور اس کے متعلق ہر قسم کی رو و رعایت سے ملزموں کو محروم رکھنے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ مجھے اس بات کا تلخ تجربہ ہے۔ کہ جب کبھی کسی پولیس کے کارکن کے خلاف کوئی شکایت کی گئی۔ تو بوجہ اس کے کہ لوگ سمجھتے ہیں وہ صاحب اقتدار و اختیار ہے۔ مبادا شہادت خلاف گزرنے کی وجہ سے انہیں نقصان پہونچائے۔ اس خوف کی وجہ سے اکثر لوگوں کو سچی شہادت دینے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس کے بالمقابل پولیس کے زیر اثر ایسے آدمیوں کی کافی تعداد ہوتی ہے۔ جن کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی جعلسازی اور دروغگوئی سے کام لے سکتی ہے۔ پس کسی واقعہ کی تحقیق کے دوران میں یہ ضروری ہے۔ کہ زیر الزام کارکن کو فوراً اس علاقہ سے ہٹایا جائے۔ جہاں اس پر الزام لگایا گیا ہو۔ تاکہ وہ اپنے فعل کی پردہ پوشی کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ایسی تحقیقات میں یہ ایک پہلی ضرورت ہے جس کو نظر انداز کرنے سے اصلاح کے راستہ میں تدابیر ناکام ہوتی ہیں۔ پس اگر موجودہ حکومت پنجاب سنجیدگی سے اصلاح حال چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ اضلاع پنجاب کے افسران پولیس مثلاً سپرنٹنڈنٹ۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے انتخاب میں خاص اہتمام رکھے۔ اور جہاں کوئی شکایت پیدا ہو۔ اس کا انسداد پورے اہتمام سے کرے۔ اور زیر الزام اشخاص کو فوراً کم از کم اس علاقہ سے تبدیل کر کے تحقیق کرے۔

ذمہ دار افسران پولیس سے

میں جانتا ہوں کہ نیک اور شریف النفس اور دیانتداری سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے والے افسروں کی راہ میں مشکلات حائل ہیں اور ماتحت عملہ کا قانون شکن مخصوص طبقہ انہیں مشکلات کی بیسیوں راہیں دکھلا سکتا ہے۔ تفتیش و تحقیق میں ناکامی کے احتمالات علاقہ کے بدمعاشوں کی طرف سے حاضر باشی کی پابندیوں سے گریز۔ ارتکاب جرائم کی زیادتی کے خطرات۔ قیام امن عامہ اور نظم و نسق میں اختلال۔ پولیس کے رعب و دبدبہ میں فرق آ جانے کا اندیشہ اس قسم کے اور بھی ڈراوے ہیں۔ جو دیئے جا سکتے ہیں۔ اور بیسیوں ایسے خطرات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر صاحب حزم و جزم اور مالک تدبیر و سیاست افسر ماتحت عملہ کی ان دھمکیوں کا علاج بھی کر سکتا ہے۔ جس حکومت کا قانون عدل و انصاف اس بنا پر قائم ہو۔ کہ ننانوے مجرم بے شک چھوٹ جائیں۔ مگر ایک معصوم سزا نہ پائے۔ وہاں کے نگران کارکنوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے باطل احتمالات کی پروا نہ کریں۔ اور ایک معمولی عقل و فہم کا مالک بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس میں کیا معقولیت اور کونسی جواز کی صورت ہے۔ کہ بدمعاشوں کو مرعوب اور خائف و ترساں رکھنے کے لئے شریفوں کو ذلیل و رسوا کیا جائے۔ اور بدمعاشوں کے ساتھ ان لوگوں کو بھی پیٹا جائے۔ جو ضمانت کی بندشوں اور حاضر باشی کی پابندیوں سے آزاد ہوں۔ رعب و دبدبہ اس طرح قائم نہیں ہوا کرتا۔ اس طرح تو بے رعبی اور بے وقعتی بڑھتی اور نتائج بالکل برعکس پیدا ہوتے ہیں۔ غلط طریق جو رعب و دبدبہ قائم کرنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ معکوس نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

پس نہ صرف یہ کہ قانون حکومت اس قسم کی مارپیٹ اور ظلم و ستم کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ شرف انسانی کی حفاظت کرتا ہے اور اسی کی حفاظت کے لئے قانون بنایا گیا ہے۔ اور وہ ہاتھ مجرم ہے جو اس قانون کو حرمت انسانی کی تذلیل کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کے ایک طبقہ کو ناتوان اور بے بس دیکھ کر اپنا رعب قائم کرنے کی ہوس میں اسے پٹواتا ہے۔ ایک عقلمند انسان تو ایسا طریق اختیار کرنے سے ہچکچاتا۔ اور شریف النفس انسان تو اس سے شرماتا ہے۔ جس اعتبار سے بھی اس طریق عمل کو دیکھا جائے۔ وہ مذموم ہی مذموم ہے۔ اور قابل مؤاخذہ۔ نہ صرف اس لئے کہ رعایا کی عزت محفوظ ہو۔ پولیس کے کارکنوں سے اس قسم کی وحشت و بربریت کے صادر ہونے پر بازپرس اور مؤاخذہ کرنا ضروری ہے۔ بلکہ خود ادارہ پولیس کے اپنے مفاد

اور اس کے رعب کو صحیح طریق پر قائم رکھنے کے لئے بھی سوانحہ ازبس ضروری ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ماتحت عملہ کے غلط عذرات کی پروا نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اس کی قانون شکنیوں کا سدباب کرنے میں اسی مستعدی کے ساتھ مؤثر تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ جو مستعدی پبلک کے قانون شکن افراد کی غلط کاریوں اور بے راہ رویوں کے انسداد میں دکھلائی جاتی ہے۔ بلکہ ادارۂ قیام امن کے بعض کارکنوں کی بے راہ رویوں کی روک تھام کے لئے بڑھ کر مستعدی دکھلائی جائے گی۔ کیونکہ عوام الناس جہالت و ناواقفیت۔ عدم تربیت۔ فقر و فاقہ اور اقتصادی بدحالی کے ماتحت ارتکاب جرم کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مگر ان اسباب میں سے ایک سبب بھی تو حکومت کے ان قانون شکن ملازموں کو قانون شکنی پر مجبور نہیں کر رہا ہوتا۔ پس عوام الناس کی قانون شکنیوں کے بالمقابل کارکنان حکومت کی قانون شکنی اپنی نوعیت میں زیادہ سنگین ہے اور ان کی یہ قانون شکنیاں اور بھی زیادہ سنگین ہو جاتی ہیں جب اس بات کو دیکھا جائے۔ کہ قانونِ امن کو نافذ کرنے والے خود نقضِ قانون کے جرم کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ان کا جرم دوہرا ہے۔ اور اپنے بدنتائج میں بہت وسعت کر سکتا ہے۔

جن دو احمدیوں کو تھانہ صدر بٹالہ میں نہایت وحشیانہ طریق سے پٹوایا گیا ہے۔ اور فحش گالیوں سے برسرِعام ان کی تذلیل کی گئی ہے۔ وہ یقیناً ضمانت کی پابندیوں سے آزاد ہیں۔ اور ان کی نیک چلنی کے متعلق دور و نزدیک کے علاقوں کے نمبرداروں نے عدالت میں شہادت دی ہے۔ ایسی صورت میں پولیس کا یہ فعل نہ صرف قانون شکنی ہے۔ اور ادارہ پولیس کے قواعد و ضوابط اور اس کے وقار کے منافی ہے۔ بلکہ عدالت عالیہ کی بھی سخت ہتک اور اسکے فیصلے سے ایک کھلا تمسخر ہے۔ کیونکہ پولیس کے اس فعل کے یہ معنی ہیں کہ ہم عدالت عالیہ کے فیصلے کی بھی پروا نہیں کرتے اگر اس کے نزدیک کوئی قابل ضمانت اور حاضر باشی کا پابند نہیں۔ تو نہ سہی۔ ہمارے نزدیک وہ اس قابل ہے۔ کہ ہم ذلیل کن اور تکلیف دہ طریق سے اس پر ظلم کیا جائے۔ عدالتِ عالیہ کے فیصلہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہتک ہو سکتی ہے۔ اور چھپی ذہنیت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے اور کس واضح دلیل کی ضرورت ہے۔ ایسے افسروں سے ضبط و ربط اور قیام امن کی کیا امید؟

پولیس کا بدنی سزا دینا سراسر ناجائز ہے

بدنی سزائیں دنیا میں دی جاتی ہیں۔ مگر عدالتوں کی چھان بین اور فیصلہ کے بعد جبکہ عادلانہ طریق سے اور مشفقانہ پہلو مدنظر رکھتے ہوئے سزا کی مقدار معین کی جاتی ہے۔ نگرانی کے لئے ایک ڈاکٹر مقرر ہوتا ہے۔ اور اس کا نفاذ ایک معین انسان کے ہاتھ سے کرایا جاتا ہے۔ مگر یہاں جن احمدیوں کو پٹوایا گیا۔ ان کے متعلق نہ کوئی تحقیق کی گئی۔ نہ کسی کی فریاد سنی گئی۔ نہ بدنی سزا کی مقدار کی تعیین کی گئی۔ بجز نہ ایک نہ دو شخص پیٹنے والے تھے۔ بلکہ جیسا کہ مجھے بتلایا گیا ہے کہ اذن عام دے دیا گیا۔ تحقیقات مزید روشنی ڈالے گی۔ کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ تعجب یہ ہے۔ کہ یہ سب کچھ ایسی حالت میں کیا گیا۔ جب ان افسران کو علم تھا۔ کہ علاقہ کے سفید پوش کا پہلے سے احمدیوں سے سلسلہ عداوت چلا آتا ہے۔ اور یہ کہ ایک مقدمہ ہو چکا ہے۔ اور تعجب یہ کہ یہ سب کچھ بغیر کوئی اختیار حاصل ہونے کے کیا گیا۔ بلکہ قانونِ حکومت میں اس تصریح کے ہونے کے باوجود کہ پولیس کو پیٹنے پٹوانے کا اختیار نہیں۔ پوری بے دردی سے انہیں پٹوایا گیا۔

کیا کرنا چاہئے

یہ وہ افسوسناک سلوک ہے۔ جو تھانہ بٹالہ میں ہمارے دو بھائیوں سے کیا گیا۔ میں ان کے دردوں کی ٹیس اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں۔ واقعہ کی تفاصیل جن کا مجھے علم دیا گیا ہے اس سے بھی زیادہ دردناک بلکہ شرمناک ہیں۔ جو بیان کی جا چکی ہیں۔ مگر باوجود اس کے میرا مشورہ آپ کو یہی ہے کہ آپ اپنے نمائندے منتخب کر کے حکام بالا سے ملاقات کریں۔ اور حالات ان کے سامنے پوری صحت کے ساتھ رکھیں۔ میرا تجربہ اور میرے معلومات ادارہ پولیس کے افسرانِ بالا کے متعلق اچھے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ دادرسی کریں گے۔ ان مظاہرات کو جو آپ لوگ کر رہے ہیں۔ اور کرنا چاہتے ہیں انہیں فی الحال رہنے دیں۔ میں یہ مشورہ آپ کو اس لئے نہیں دے رہا۔ کہ میں آپ کے غم و غصہ اور رنج و الم میں شریک نہیں۔ آپ یقین جانیں۔ کہ میں اپنے دل اور سینہ میں جذبات کا ایسا سمندر رکھتا ہوں۔ جو غایت درجہ مضطرب ہے اور ایسا بے قرار ہوں۔ کہ تین راتیں متواتر بستر پر آرام سے نہیں سو سکا۔ کیونکہ جس واقعہ مارپیٹ کی وجہ سے آپ برافروختہ ہیں۔ وہ فی الواقعہ وحشت اور بربریت کا ایک شرمناک اور رسواکن نمونہ ہے۔ عند التحقیق ہم دیکھیں گے کہ وہ کونسا جرم تھا جس کی وجہ سے ونجواں کے دو احمدیوں کو ایسی وحشت سے پٹوایا گیا۔ اور وہ کونسا قانون ہے۔ جس نے پولیس کے ملازموں کو پیٹنے پٹوانے کا اختیار دیا۔ اور عند التحقیق ہی یہ بھی ثابت ہوگا۔ کہ راست گوئی اور راست روی کی لاف و گزاف مارنے والوں کو سچائی کا اقرار کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ یا وہ بزدلی اور روبہ بازی اختیار کرتے ہیں۔ واقعہ کی تفصیل جیسا کہ بیان کی جاتی ہے۔ بہت ہی شرمناک اور وحشت انگیز ہے۔

نہایت شرمناک نظارہ

کیا ہی شرمناک نظارہ ہے۔ کہ منظرِ عام میں موہنہ کے بل گرائے ہوئے انسان کی پیٹھ پر ایک طرف تھانیدار صاحب بہادر سوار ہوں۔ اور دوسری طرف حوالدار صاحب بہادر اپنا بوٹ ایک گرے ہوئے بے بس انسان کی گردن پر رکھ کر اسے دبائے کھڑے ہوں۔ اور کچھ سور ما سپاہی بازوؤں اور ٹانگوں پر بوٹوں سمیت کھڑے ہوں۔ اور کچھ جوتوں اور ٹھڈوں سے انسانی جسم کی تواضع کر رہے ہوں۔

یہ وہ واقعات ہیں۔ جو دیکھنے سننے والے بیان کرتے ہیں۔ اور جہاں تک میری تحقیقات کی ہے درست ہیں۔ پھر وحشت اور بربریت کا یہ شرمناک منظر اور بھی بھیانک ہو جاتا ہے۔ جب وہ بے چارے عاجزی سے داد و فریاد کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ یہ سفید پوش غلام رسول ونجواں کا ہمارا دشمن ہے۔ اور ہم اس کے ظلموں سے ستم رسیدہ ہیں۔ تو اس عاجزانہ درخواست کو سننے سے نہ صرف کان بند کر لئے جاتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ مجھے بتلایا گیا ہے۔ جمع کردہ بدمعاشوں کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ یکے بعد دیگرے ان کے موہنہ پر طمانچے ماریں۔ اور ان سے ایسے حکم کی سختی سے تعمیل کرائی جاتی ہے۔

یہ عزت و قدر ہے۔ ان زمینداروں کی جن کی محنت و کاوش کے سہارے حکومت پنجاب قائم ہے۔ کیا حکومت کا یہ دیانتدارانہ فرض نہیں۔ کہ وہ اپنی اس بے کس اور مظلوم رعایا کی حفاظت کرے۔ یقیناً حکومت پنجاب اور اس کے شریف النفس افسرانِ بالا کا فرض ہے۔ کہ وہ اس سانحۂ دردناک کی فوری تحقیق کرائے۔ اور تحقیق کرنے سے قبل زیرِ الزام اشخاص کو اس علاقہ سے علیٰحدہ کرے۔ تا کبھی شہادت دینے میں کوئی کسی کو مرعوب نہ کر سکے زد و کوب کا یہ درد انگیز واقعہ ایسا نہیں۔ کہ اسے کسی صورت میں نظر انداز کیا جا سکے۔ اس کی تفاصیل اور بھی زیادہ شرمناک اور قابل افسوس ہیں۔ اور ایک قسم کی معاندانہ اور منتقمانہ ذہنیت کی پوشیدگیوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں ان تفاصیل کو مصلحتاً بیان نہیں کرنا چاہتا۔

نظارت امور عامہ کا فرض

عرض میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کے جذبات میں پورے طور پر شریک ہوں۔ اور اس بارہ میں میں نے خود بھی حکام بالا کو لکھا اور انہیں توجہ دلائی ہے۔ اس المناک سانحہ میں آپ کے ساتھ شریک کیوں نہ ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجھے ایسی خدمت سپرد فرمائی ہے۔ جس کا تعلق آپ کی جان و عزت کی حفاظت اور اخلاق کی سلامتی سے ہے۔ اس لئے مجھے طبعاً ایسے وقت میں بے قرار ہونا چاہیئے۔ جب کوئی شخص آپ کی عزت کو پامال کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائے میں آپ کے شریفانہ جذبات اور نیک مقاصد میں پورے طور پر شریک ہوں۔ اور اس بات کا مشورہ دیتا ہوں کہ صحیح طریق سے اس کے متعلق قدم اٹھایا جائے اور میرا یہ مشورہ آپ کے مقاصد کے منافی نہیں۔ بلکہ انشاء اللہ ان کو پورا کرنے والا ثابت ہوگا۔ اصلاح حال سے ہمیں غرض ہے۔ کسی کی ذات سے عداوت اور بیر نہیں۔ اور نہ ہم اپنے جذبہ انتقام میں کمینہ طریق اختیار کرنے والے ہیں۔ جماعت احمدیہ اپنے عمدہ اخلاق اور امن پسند طریق میں شہرت رکھتی ہے۔ ہمارا ننگ و ناموس۔ اور ہمارا حسن انتظام۔ اور دستور العمل اور ان باتوں میں ہماری نیک شہرت ان سب کا یہ تقاضا ہے کہ انہیں برقرار رکھا جائے۔ نیشنل لیگ درحقیقت میرا ہی کام کر رہی ہے۔ اس لئے یہ خیال نہ کیا جائے کہ میں آپ کو کوئی ایسا مشورہ دوں گا جو میرے اپنے ہی کام کو نقصان پہنچانے والا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ ان مظاہرات کو ممتد نہ کیا جائے اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے آپ اپنی طاقت کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھیں اور پھر اپنی محفوظ قوتوں کو اصلاح عام کی خاطر معین طریق پر صرف کریں۔

سب مظلوموں کیلئے کوشش کریں

موجودہ واقعہ کو ہم احمدیوں کی مظلومیت اور مصیبت کے تدارک تک ہی محدود نہ سمجھیں۔ بلکہ پنجاب کے سارے زمینداروں اور دیہاتیوں کی خواہ وہ آپ کے ہم مذہب ہوں۔ یا غیر مذاہب ان کی مظلومیت اور مصیبت کی داستان یقین کریں اور بنی نوع انسان کے مظلوم اور خستہ حال طبقہ کی ہمدردی کے جذبات کے ساتھ۔ اور نیک اور عادل حکام بالا سے ورح تعاون کو عمل میں لاتے ہوئے اسٹیٹس اور نیک اعمال سے اپنوں اور غیروں پر ثابت کر دیں کہ ہم صرف دو احمدیوں کی مظلومیت کی دادرسی کے لئے نہیں۔ بلکہ سب مظلوموں کی مدد کے لئے ہمدردی کے جذبات کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ بالکل ممکن ہے۔ کہ جس طرح دو احمدی خلاف قانون اور بلا وجہ پیٹے گئے ہیں۔ اور بھی لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہو۔

زمیندار طبقہ اور پولیس

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ پولیس کے ادنیٰ کارکنوں نے زمینداروں کو اپنی بدعنوانیوں کا تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ اور حکام بالا کو اس کا احساس ہے۔ پنجاب کے کئی فیصلوں میں چیف جسٹس مسٹر ڈگلس ینگ نے پولیس کے مظالم کا ذکر حیرت سے کیا ہے۔ اور حکومت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ایسی تدابیر اختیار کرے کہ جن سے محافظان قانون ناقضان قانون نہ بنیں۔ اس لئے آپ کا جذبہ ہمدردی محدود نہیں ہونا چاہیئے آپ کا نام نیشنل لیگ رکھا گیا ہے اور اس نام کے معانی اور اس سے متعلقہ ذمہ داریوں کی اہمیت آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ البتہ ہماری نیک امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ انہیں صحیح طریق سے پورا کرنے میں ہم سب کی خوشی ہے۔ یہی میرا مشورہ ہے۔ جسے میں نے بار بار دہرایا ہے۔

پبلک کی ذمہ داری

آپ اس کو نہ بھولیں۔ کہ گو حکام بالا اصلاح حال کے اصل ذمہ دار ہیں۔ مگر ان سے پہلے خود پبلک بھی ذمہ دار ہے جو اگر دیانتداری اور صدق شعاری سے ان کا ہاتھ بٹائے۔ تو وہ وقت دور نہیں بلکہ قریب ہوگا۔ جب پنجاب سے ان جرائم کا خاتمہ ہو جائے۔ جن کا ارتکاب دیدہ دلیری سے کیا جا رہا ہے۔

لیکن اگر آپ نے اس میں غلط قدم اٹھایا تو پھر اصلاح میں جو وقفہ پڑے گا اس کی ذمہ داری بھی آپ پر عائد ہوگی پس آپ اپنے مظاہرات کو محدود رکھیں اور ادارۂ پولیس کی نازک ذمہ داریوں اور اس کی مشکلات کو بھی نظر انداز نہ کریں۔

پولیس کے قابل اور فرض شناس افسر

یہ بھی ملحوظ رہے کہ محکمہ پولیس کو نظم و نسق کرنے میں ایک ایسے طبقہ سے واسطہ پڑتا ہے۔ جو اپنی تربیت میں بہت ہی پیچھے ہے اور اس کی اصلاح آسان امر نہیں۔ پولیس کی مشکلات صحیح طور پر اس وقت تک سمجھ میں آ سکتی ہیں جب ہم میں کوئی اس جگہ پر انتظام کیلئے کھڑا ہو۔ پولیس کے ایک حصہ کی بدعنوانیوں سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ سبھی ایسے ہیں۔ بہت سے ایسے شریف افسر بھی ہیں جو اپنے اخلاق میں اور حسن تدبیر اور دیانت و امانت میں قابل رشک نمونہ رکھتے ہیں اس لئے اپنی تقریروں میں ان کی حرمت کو ملحوظ رکھنا آپ کا فرض ہے کیونکہ اگر آپ نے حدود کو مدنظر نہ رکھا اور اپنی جدوجہد میں پبلک کی تربیت اور پولیس کی مشکلات کو نظر انداز کر دیا۔ تو آپ کی یہ جدوجہد معکوس نتائج پیدا کرے گی اور بالکل ممکن ہے۔ کہ پبلک کا ایک حصہ ناجائز فائدہ اٹھا کر حدود کے توڑنے پر اور بھی دلیر ہو جائے۔ پولیس کا دبدبہ اور وقار قائم رکھنے میں خود پبلک کا ہی بھلا ہے۔ اور اس کے فرائض منصبی کی ادائیگی میں آپ کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور اس کی عزت و وقار کو قائم رکھیں۔ میری رائے ہے کہ ان جلسوں اور تقریروں اور مظاہرات کو بند کیا جائے یا انہیں غایت درجہ محدود رکھا جائے۔

زین العابدین ناظر امور عامہ

پراونشل انجمن احمدیہ بہار کا سالانہ تبلیغی جلسہ اور سالانہ کانفرنس

صوبہ بہار کے احمدیوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ صوبہ ہذا کا سالانہ تبلیغی جلسہ اس دفعہ انشاء اللہ تعالیٰ خانپور ملکی متصل تارا پور ضلع مونگھیر ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۴۰ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ خانپور میں جلسہ کا ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہاں بفضلہ تعالیٰ حال ہی میں کئی نوجوان سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ وہاں ایک نئی انجمن بھی قائم ہوئی ہے اور مزید ترقی کی امید ہے۔

اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سالانہ کانفرنس بھی اسی مقام پر ہو گی۔ لہٰذا وکل انجمنوں کے ذمہ دار کارکن کانفرنس کے لئے مفید تجاویز جنرل سکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ بہار کے پاس ۲۵ مارچ تک ضرور بھجوا دیں تاکہ ایجنڈا میں داخل ہو کر کانفرنس کے سامنے پیش کی جا سکیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقتدر علماء انشاء اللہ مرکز سے بلوائے جائیں گے۔ مولوی عبد اللہ بن سلام صاحب نو مسلم جو دید کے بہت بڑے عالموں میں سے ایک منتخب عالم ہیں ان کے تشریف لانے کی توقع ہے۔

جملہ احمدی احباب صوبہ بہار اس جلسہ میں کثرت سے شمولیت فرمانے کی ابھی سے تیاری کریں اور اپنا پراونشل چندہ جلسہ ادا کریں۔ قیام و طعام کا انتظام پراونشل انجمن کے ذمہ ہوگا۔

یہ بھی اطلاع کر دینا ضروری ہے کہ خانپور ملکی پہنچنے کا ریلوے سٹیشن سلطان گنج (ای۔ آئی۔ آر) ہے جہاں سے بذریعہ موٹر لاری یا یکہ خانپور پہنچ جا سکتا ہے۔ کرایہ غالباً ۳ ۔ ۴ روپیہ فی کس سے زیادہ نہیں ہے۔

(عبد الباقی عفی عنہ جنرل سکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ بہار)

احباب سے ضروری درخواست

معلوم ہوا ہے کہ شیخ مصری صاحب اور غیر مبایعین کی طرف سے بعض رسائل وغیرہ بیرونی جماعتوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ جنہیں اس قسم کا لٹریچر پہنچے وہ اس کی چند کاپیاں خاکسار کے نام [illegible] ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

امین آباد میں احمدیت کے متعلق تقریریں اور مسئلہ ختم نبوت پر مناظرہ

چودھری سردار خان صاحب ڈی۔ ٹی۔ ایس۔ رئیس اعظم امین آباد نے نظارت دعوۃ و تبلیغ سے درخواست کر کے الحاج مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر۔ مولوی ابو العطاء صاحب مولوی محمد سلیم صاحب مولوی احمد خان صاحب نسیم۔ مولوی غلام احمد صاحب فرخ اور مولوی عبد الواحد صاحب مبلغین سلسلۂ عالیہ احمدیہ کو امین آباد بلوایا۔

۲۲۔ فروری بعد نماز عشا مولوی محمد سلیم صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مخالفین کے اعتراضات کے مسکت و مدلل جواب دیئے۔ بعض نے تقریر کے دوران میں بعض اعتراضات کا جواب مانگا۔ جن کا مدلل جواب دیا گیا۔

دوسرے روز صبح دس بجے چوک منڈی میں جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ ہندو و مسلمانوں کی کافی پبلک کے سامنے مولوی غلام احمد صاحب فرخ اور مولوی احمد خان صاحب نسیم نے صداقت اسلام پر اور مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی ابو العطاء اللہ دتا صاحب نے اسلام اور تحریک احمدیت کے موضوع پر مدلل تقریریں کیں جنہیں بہت دلچسپی سے سنا گیا۔ مولوی ابو العطاء صاحب کی تقریر کے آخر میں ایک صاحب نے پوچھا کہ آپ لوگ نماز کے بعد دعا کیوں نہیں مانگتے۔ اس پر مولوی صاحب نے بتایا کہ نماز تو خود دعا ہے۔ اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت نبوی سے ثابت نہیں۔ اس لئے ہم نماز کے اندر دعائیں کرتے ہیں۔

تیسرے روز ساڑھے گیارہ بجے دوپہر سے ڈیڑھ بجے تک مسئلہ ختم نبوت پر مناظرہ ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے لال حسین صاحب اختر اور ہماری جانب سے مولوی محمد سلیم صاحب مناظر تھے۔ ختم نبوت ایسے اصولی موضوع پر مناظرہ کرتے ہوئے بھی غیر احمدیوں کا نمائندہ تہذیب و شائستگی کے دائرہ کے اندر نہ رہ سکا۔ اور دو مرتبہ اسے برسر عام اپنے آدمیوں کے مجبور کرنے پر صاف الفاظ میں اپنی بدزبانی پر احمدیوں سے معافی طلب کرنی پڑی۔ دو دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے ادھورے اقتباسات پڑھ کر اعتراض کرنے کی وجہ سے بھی شرمندگی اٹھانی پڑی۔ پڑھے لکھے شرفاء نے صاف کہا۔ کہ لال حسین احمدی مناظر کے مقابلہ میں دلائل پیش کرنے سے عاجز رہا۔ ہندو پبلک نے عام طور پر یہ رائے ظاہر کی کہ احمدی مناظر علم۔ دلائل اور شرافت وغیرہ میں اپنی نظیر آپ تھا۔ لال حسین نے وہی پرانے اعتراضات بھونڈے رنگ میں دہرایا۔ جو مولانا نیّر نے اپنی تقریر میں بیان فرمائے تھے۔ لال حسین صاحب نے اس موضوع پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں اپنی تقریروں میں بہت کچھ ہرزہ سرائی کی۔

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

دہلی ۲۹ فروری۔ آج مرکزی اسمبلی میں فنانس منسٹر نے ۴۱-۱۹۴۰ء کا بجٹ پیش کیا۔ آمد جو موجودہ ٹیکسوں سے ہوگی۔ ۸۵ کروڑ ۴۳ لاکھ دکھائی گئی ہے۔ اور خرچ ۹۲ کروڑ ۵۹ لاکھ ہوگا۔ گویا ۷ کروڑ ۱۶ لاکھ کا خسارہ ہوگا۔ ڈیفنس کے اخراجات میں ۱۴ کروڑ ۴۳ لاکھ کا اضافہ ہوا ہے۔ خسارہ کو پورا کرنے کے لئے پٹرول پر ۲ آنہ فی گیلن اور سفید کھانڈ پر ایک روپیہ فی ہنڈرڈ ویٹ محصول بڑھا دیا گیا ہے۔ اس سے قریباً ۳ کروڑ روپیہ زیادہ آجائیگا جنگی اخراجات کا کچھ حصہ حکومت برطانیہ بھی ادا کرے گی۔

لنڈن ۲۹ فروری آج ڈاؤننگ سٹریٹ وزیر اعظم ہاؤس کی ایک کھڑکی میں سے ایک شخص نے تیر اندر پھینکا۔ جس کے آگے ایک کاغذ کے پرزہ پر سوشل کریڈٹ سوسائٹی کا پیغام لپٹا تھا۔ اس شخص کو گرفتار کر لیا گیا اب مقدمہ چلایا جائے گا۔

پیرس ۲۹ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ حکومت نے بعض اہم فیصلے کئے ہیں جن کا تعلق فرانس کی اقتصادی زندگی کے ساتھ ہے۔ مثلاً ایک یہ ہے کہ راشن پر پابندی لگا دی جائیگی اسی طرح پٹرول اور الکحل کے استعمال پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔

لاہور ۲۹ فروری۔ حکومت ہند کے ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ نے ریکروٹنگ افسروں کو ہدایت کی ہے۔ کہ فوج میں بھرتی کے متعلق سیدوں کے مطالبات کا ضرور خیال رکھا جائے۔ اس ضمن میں حال میں سیدوں کے ایک وفد نے پنجاب گورنمنٹ کے ہوم سیکرٹری سے ملاقات کی تھی۔

مظفر گڑھ ۲۹ فروری۔ خان بہادر میاں مشتاق احمد صاحب گورمانی نے اپنے ضلع مظفر گڑھ کی طرف سے گورنر پنجاب کی خدمت میں پچاس ہزار روپیہ وار فنڈ میں پیش کیا ہے۔ اتنا روپیہ اور کسی ضلع نے ابھی تک نہیں دیا۔

پٹنہ ۲۹ فروری۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج پھر ہوا۔ عام خیال یہ ہے۔ کہ جب تک حکومت کی طرف سے پیش قدمی نہ ہو۔ سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ بنگال پراونشل کانگرس کمیٹی کے متعلق قرار پایا کہ اس کی بے ضابطگیاں حد سے بڑھ گئی ہیں۔ اس لئے اس سے دریافت کیا جائے کہ کیوں اسے خلاف آئین نہ قرار دے دیا جائے۔ صاحب صدر کو اختیار دیا گیا کہ اس سوال کا جو جواب آئے۔ اس پر غور کرنے کے بعد چاہیں تو اسے توڑ دیں اور اس صوبہ میں کانگرس کا کام جاری رکھنے کے لئے جو قدم مناسب سمجھیں اٹھائیں۔ جب تک آخری فیصلہ نہ ہو۔ بنگال کانگرس کمیٹی اور اس کی ایگزیکٹو کو معطل کر دیا گیا ہے۔

انقرہ ۲۹ فروری۔ جرمن ریڈیو سے اعلان کیا گیا تھا۔ کہ بحیرہ اسود میں ترکی کے جتنے جہاز تھے۔ سب غرق ہو گئے ہیں۔ حکومت ترکی نے اس کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ اس کا ایک بھی جہاز غرق نہیں ہوا۔

لنڈن ۲۹ فروری۔ آج دارالعوام میں دریافت کیا گیا۔ کہ چیٹ فیلڈ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق کیا حکومت برطانیہ ہندوستانی فوج کو جدید اسلحہ سے مسلح کرنا چاہتی ہے۔ حکومت کی طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ وہ اس غرض کے لئے پانچ سال کے عرصہ میں حکومت ہند کو ۳ کروڑ ۴۰ لاکھ پونڈ بطور امداد دے گی جس کا ایک چوتھائی قرض متصور ہوگا۔

لنڈن ۲۹ فروری۔ رائٹر کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ پولینڈ کی تسخیر کے بعد روس اور جرمنی میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس کی رو سے یوکرائن روس کو دیدیا گیا تھا۔ مگر شرط یہ تھی۔ کہ وہ جرمنی کو تیل ضرور سپلائی کیا کرے گا۔ مگر اب کہ جرمنی نے تیل مانگا۔ روس نے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ اس نے کوئی ایسا معاہدہ نہیں کیا۔

ہیگ ۲۹ فروری۔ کل نصف شب کے قریب ہالینڈ کے ساحل سے کچھ فاصلہ پر زبردست سمندری جنگ ہوئی گولے پھٹنے کی روشنی ساحل پر دکھائی دیتی تھی۔ تفاصیل کا علم نہیں ہو سکا۔

لاہور ۲۹ فروری۔ آج پنجاب اسمبلی میں حکومت کی طرف سے بتایا گیا۔ کہ جنگ کے زمانہ میں صوبہ میں امن قائم رکھنے کی غرض سے حکومت ہند نے سوا لاکھ روپیہ اسے دیا ہے۔ ایک ہزار مزید پولیس کنسٹیبل رکھے جائیں گے۔ اگر حالات زیادہ خراب ہو گئے۔ تو ممکن ہے ہمیں مذہبی جلوسوں کے علاوہ ہر قسم کے جلوس بند کرنے پڑیں۔

سید عطاء اللہ صاحب بخاری پر جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کی سماعت ۱۱ مارچ کو ہائیکورٹ میں ہوگی۔

پشاور ۲۹ فروری۔ حکومت کی طرف سے شہر میں آٹے کا نرخ سوا سات سیر فی روپیہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ سوداگروں کے مشورہ کے بعد کیا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اس پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

لنڈن یکم مارچ۔ برطانوی ہوائی جہازوں نے آج پھر جرمنی پر اڑان کی۔ اور شمال مشرقی علاقہ کے کئی مشہور شہروں پر اڑے۔ جن میں برلن اور ہمبرگ بھی شامل ہیں۔ ایک ہفتہ کے اندر یہ تیسری بار ہے۔ کہ برطانوی جہاز جرمنی کے علاقہ پر اڑے۔

دہلی یکم مارچ۔ آج اسمبلی کا اجلاس صرف ایک گھنٹہ ہوا۔ جس میں دو سرکاری بل پاس کئے گئے۔ جس میں سے ایک کے ذریعہ انکم ٹیکس کے مسودہ میں درستی کی گئی۔ اور دوسرے میں ریزرو بنک کے متعلق یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ کوئی حصہ دار دو سو سے زیادہ حصص نہیں خرید سکتا

پٹنہ یکم مارچ۔ آج آل انڈیا کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ختم ہو گیا۔

جس میں ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ ہندوستان کے لوگوں کی تسلی مکمل آزادی کے سوا نہیں ہو سکتی۔ اور ہندوستان برطانوی امپیریلزم میں رہتا ہوا آزاد نہیں رہ سکتا۔ ریزولیوشن میں یہ بھی بیان کیا گیا۔ کہ ہندوستان کو جنگ سے علیحدہ رکھنے کے لئے کانگرسی وزارتوں نے استعفے دے دیئے تھے۔ اور یہ پہلا قدم تھا۔ اب کانگرس عدم تعاون کی تحریک جاری کرنے سے بھی نہ ہچکچائیگی۔ مگر یہ قدم اس وقت اٹھایا جائیگا جب کانگرس کا نظام اس کے لئے تیار ہوگا۔

امرتسر منڈی یکم مارچ گندم روپے ۴ گندم اعلیٰ ۴ چنے ۲ باسمتی پرانی ۱۱ باسمتی نئی ۱۴ مکھو ناچاول ۱۰ دیسی کپاس ۱۳ گڑ ۵ شکر ۱۰ مونگ ۴ پھلی ۲ تل ۱۲ سفید ۸

لائل پور منڈی یکم مارچ امریکن کپاس ۱۴ دیسی کپاس ۱۲ گڑ ۸ تورا ۱۰

اوکاڑہ منڈی۔ یکم مارچ دیسی کپاس ۱۳ گڑ ۵ تورا ۱۲

پیرس ۲۹ فروری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ رائن کے دونوں طرف گولہ باری ہوتی رہی۔ ووسجز کے مغرب میں بھی ہراول دستوں میں معمولی سی جھڑپ ہوئی

استنبول ۲۹ فروری۔ حکومت ترکی نے ایک بل پاس کیا ہے۔ جس کی رو سے کوئلہ کی تمام صنعت پر حکومت خود کنٹرول قائم کرے گی۔ بحیرہ اسود کے نزدیک جو کانیں ہیں۔ ان میں سے ۳½ لاکھ ٹن زیادہ کوئلہ حاصل کیا جائے گا۔

ماسکو ۲۹ فروری۔ حکومت روس نے حکم دیا ہے۔ کہ جو چیزیں جنگ میں کام آتی ہیں۔ انہیں غیر ضروری طور پر قطعاً خرچ نہ کیا جائے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے یہ ہدایت کی گئی ہے۔

ماسکو ۲۹ فروری۔ حکومت روس نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس کی افواج فن لینڈ کے بعض دیہات پر قابض ہو چکی ہیں۔ اور کل انہوں نے دشمن کے ۴۲ قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی